جلد ۲۱	مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء	یوم یکشنبہ	۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ	نمبر ۱۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۲۲ جون لاہور سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور ۲۳ جون تشریف لائیں گے ؞

۲۱ جون طلباء جامعہ احمدیہ نے درجہ رابعہ کے طلبا کو جو آخری امتحان دے کر جامعہ سے فارغ ہونے والے ہیں۔ الوداعی دعوت دی۔ اس موقعہ پر جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے سب طلباء کو خصوصاً درجہ رابعہ کے طلباء کو نہایت مفید اور قیمتی نصائح کیں اور ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ جو سلسلہ کی طرف سے ان پر عائد ہونے والی ہیں ؞

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد نذیر صاحب اور مولوی محمد عبداللہ صاحب کو رائے پور ارائیاں ریاست نابھہ روانہ کیا گیا جہاں مقامی جماعت کا سالانہ جلسہ ہے ؞

چوہدری غلام محمد صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی سکول کے ہاں ۲۱ جون لڑکا۔ اور گیانی واحد حسین صاحب مبلغ کے ہاں ۱۷ جون کو لڑکی پیدا ہوئی۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد نماز جمعہ مسجد میں بیٹھنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک دفعہ یہ امر پیش ہوا۔ کہ قرآن کریم میں بعد نماز جمعہ فانتشروا فی الارض کا حکم ہے۔ اور یہ صیغہ امر ہے۔ پھر کیا بعد نماز مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔ یا ناجائز؟

حضور نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"اغراض صحیحہ دینیہ کے لئے بعد نماز مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ثابت ہے۔ اور یہ حکم بطور رخصت کے ہے۔ نہ بطور فرض کے۔ چونکہ عیسائیوں کی تعطیل کے دنوں میں قطعاً بیکاری فرض تھی۔ وہ اپنی دوکانیں بند رکھتے تھے۔ اس کے رد کے لئے یہ حکم ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تم پر حرام نہیں ہے کہ بعد نماز جمعہ سارا دن بیکار رہو۔ البتہ بانگِ نماز سنتے ہی مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اور پھر تمہیں رخصت ہے۔ کہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ ایسا ہی حکم ہے۔ جیسا کہ یہ حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ پس کلوا واشربوا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے روزہ بھی نہ رکھو۔ اور ہمیشہ کھاتے رہو۔

غرض یہ حکم اہلِ کتاب کے رد میں ہے۔ اور اس سے اصل مطلب رخصت ہے۔ نہ فرضیت۔ جیسا کہ سُنت سے ظاہر ہے" (الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضلع ہوشیارپور و جالندھر کی جماعتیں توجہ فرمائیں

اس سال بھی ضلع ہوشیارپور و جالندھر کی جماعتوں کے بجٹ آمد کی تیاری میرے سپرد ہوئی ہے ۔ سو اس اعلان کے ذریعہ تمام مقامی جماعتوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک سال حال کا بجٹ آمد حسب ضابطہ تشخیص ہو کر مرکز میں نہیں پہونچا ۔ انہیں چاہیئے ۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مطبوعہ فارم پر جو اگر مقامی طور پر موجود نہ ہو تو دفتر ناظر بیت المال قادیان سے مل سکتی ہے ۔ اپنا بجٹ آمد تجویز کر کے بھجوا دیں ۔ بجٹ ان شرائط کے مطابق صحیح صحیح تیار ہونا چاہیئے ۔ جو فارم مطبوعہ میں درج ہیں ۔ اور ہر فرد کی آمد صحیح صحیح درج کر کے اس کے مطابق شرح چندہ دکھائی جائے ہاں اگر کوئی صاحب مطابق شرح چندہ نہ دیتے ہوں ۔ اور اس پر انہیں اصرار ہو تو ان کے متعلق خانہ کیفیت میں یہ نوٹ کر دیا جائے ۔ کہ وہ مطابق شرح چندہ نہیں دیتے ۔ بلکہ اس قدر رقم دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کے خاص حالات کے متعلق ان سے درخواستیں لے کر بجٹ فارم کے ساتھ بھیجدی جائیں ۔ تاجران اور پیشہ وروں کی آمد اگر کسی اور طرح صحیح معلوم نہ ہوسکے ۔ تو مطابق شرائط مطبوعہ قیاس کر کے درج کی جائے ؛

اسی طرح حسب فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سابقہ بقایا بھی بجٹ میں درج ہونا چاہیئے ۔ جو افراد کسی وجہ سے مقامی جماعت میں چندہ نہ دیتے ہوں ۔ بلکہ براہ راست مرکز میں بھجواتے ہوں ۔ ان کا چندہ بھی بجٹ میں درج ہونا چاہیئے ۔ تاکہ مقامی جماعت کی کوئی آمد بجٹ میں درج ہونے سے رہ نہ جائے امید ہے ۔ احباب ان شرائط کے مطابق اپنے اپنے بجٹ جلد تر تیار کر کے ارسال کر دیں گے ۔ اگر کسی جماعت کی طرف سے بروقت بجٹ موصول نہ ہوا ۔ تو خود اپنی طرف سے ان کا بجٹ مقرر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا ۔ اور اس صورت میں ایسی جماعت کو شکایت کا حق نہ ہو گا ۔ اسی طرح اگر کسی جماعت کے بجٹ کا کوئی حصہ مطابق شرائط یا مطابق شرح نہ ہوا ۔ تو خود اپنی طرف سے اس کی درستی کر دی جائے گی اور اس صورت میں بھی ایسی جماعت کو شکایت کا حق نہ ہو گا پس جملہ جماعتیں پوری احتیاط سے بجٹ تیار کر کے ارسال فرمائیں ؛

میرزا بشیر احمد ۔ جائنٹ ناظر بیت المال ۔ قادیان ۔

ضلع سیالکوٹ اور حلقہ جموں و پونچھ کی جماعتوں کی آمد کی تشخیص

گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجھے ضلع سیالکوٹ اور حلقہ جموں و پونچھ کی جماعتوں کی آمد کی تشخیص کر کے بجٹ تیار کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اس لئے میں مذکورہ بالا علاقہ کی انجمنوں کے امراء ۔ پریزیڈنٹوں ۔ فنانشل سکرٹریوں ۔ اور دیگر عہدہ داروں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں ۔ کہ وہ سنہ ۳۴ ۔ ۳۵ء کی آمد کا بجٹ مطابق قواعد مکمل کر کے میرے نام ارسال فرمائیں تاکہ بعد تکمیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کیا جاسکے ۔

میں امید کرتا ہوں ۔ کہ مجھے یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑے گی اور تمام متعلقہ عہدہ دار خود فرض شناسی کرتے ہوئے جلد سے جلد یہ کام سر انجام دیں گے ۔ میں سب انجمنوں کو بجٹ کے فارم بھجواتا ہوں ۔ اور امید رکھتا ہوں ۔ کہ وہ اپنا بجٹ مکمل کر کے روانہ کریں گی ؛

اس کے علاوہ میں ہر انجمن کے لئے ایک ایک صاحب کو جو کسی پاس کی انجمن کے عہدہ دار ہونگے ۔ مقرر کرتا ہوں ۔ تا کہ وہ اُس دوسری انجمن کا بجٹ تشخیص کریں ۔ اس لئے مجھے سب احباب سے توقع ہے ۔ کہ وہ ایسے مقرر کردہ اصحاب کی ضرور امداد فرمائیں گے اور ان کو جو وہ معلوم کرنا چاہیں ۔ مطلوبہ معلومات بہم پہونچائیں گے ؛

سید محمد اسحاق جائنٹ ناظر بیت المال ۔ قادیان

امتحان بی کام میں کامیابی

خوشی کی بات ہے ۔ کہ قاضی عبدالرحیم صاحب شبلی ابن جناب قاضی اکمل صاحب نے اس سال بی کام کا آخری امتحان پاس کیا ہے ۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے شبلی صاحب پہلے احمدی نوجوان ہیں ۔ جنہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے یہ ڈگری لی ہے ۔ اور مشکل ترین مضمون بنکنگ اور مالیات کے پرچے میں تخصیص کی ہے ۔ کالج لائف کے دوران میں وہ اپنی قابلیت کا ثبوت پنجاب جنرل آف کامرس اینڈ اکونامکس کا ایڈیٹر اور خنانس کلب کا سکرٹری رہ کر دیتے رہے ہے ۔ اور مضمون نویسی میں کئی انعام حاصل کئے ۔ احباب دُعا کریں ۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی آئندہ زندگی کامیاب بنائے اور جماعت کے لئے وہ مفید ثابت ہوں ؛

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بخیریت لنڈن پہونچ گئے

لنڈن سے رویٹر کا ۱۸ ۔ جون کا تار مظہر ہے ۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب آج ہوائی جہاز سے کرائیڈن اترے الحمد للہ ۔ اسی جہاز سے وائسرائے ہند اور لیڈی ولنگڈن بھی انگلستان پہونچے ؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی درخواست دعا

جناب مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

عاجز تین ماہ کی رخصت پر کشمیر میں قبر مسیح کے متعلق مزید تحقیقات میں مصروف ہے ۔ کئی ایک تائیدی نشان مل رہے ہیں ۔ مثلاً ایک گاؤں عیسےٰ نام پر آباد ہے ۔ ایک قلمی کتاب میں لکھا ہوا ہے عیسےٰ علیہ السلام بوادی اقدس مرفوع شد ۔ ایک پُرانے قبرستان میں عبرانی کتبوں کی تلاش میں کر رہا تھا ۔ کہ چند کتوں نے مجھ پر حملہ کیا اور پنڈلی پر تین زخم لگائے ۔ لوگ کہتے ہیں ۔ دیوانے نہ تھے ۔ اس واسطے کچھ خطرہ نہیں ۔ علاج ہو رہا ہے ۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے ۔ کہ جن مقاصد کے لئے عاجز یہاں آیا ہے ۔ ان میں کامیابی ہو ۔

مفتی محمد صادق معرفت پوسٹ ماسٹر سرینگر کشمیر ۱۰ ۔ جون سنہ ۳۴ء

مالی کی ضرورت

ضرورت ہے قادیان میں ایک مالی کی ۔ جو ہر قسم کے پیوند لگانے پھول اگانے ۔ سبزی ۔ ترکاری ۔ چارہ بونے کا کام جانتا ہو خصوصاً پھلدار درختوں کی حفاظت اور پرداخت سے اچھی طرح واقف ہو محنتی ہو ۔ اور ہاتھ سے کام کرنے میں عار نہ سمجھتا ہو ۔ امتحان پاس کو ترجیح دیجائے گی ۔ درخواستیں معہ نقول اسناد و دیگر حالات معرفت ایڈیٹر الفضل قادیان آنی چاہئیں ۔

شکریہ

خاکسار کے بیٹے عبدالرحمٰن خان نے امتحان ایف ۔ اے اور دوسرے بیٹے انور احمد خان نے امتحان بی اے امسال پاس کیا ہے جن احباب نے ان کی کامیابی کے لئے دُعا فرمائی ۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناء اللہ صاحب کا انعامی چیلنج منظور

مؤکد بعذاب حلف اُٹھانا مولوی صاحب کا فرض ہے

جناب مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مبلغ بلادِ عربیہ باوجود اپنی بے حد تبلیغی مصروفیتوں کے "الفضل" کے لئے دلچسپ اور مفید مضامین بھی لکھتے رہتے ہیں حال ہی میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق ایک نہایت ضروری مضمون اس خواہش کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اکٹھا شائع کیا جائے۔ اس وجہ سے ان کا مضمون ایک ہی پرچہ میں درج کیا جا رہا ہے:۔ (ایڈیٹر)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی ناکامی

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ احمدیہ کے ناکام تر دشمن ہیں جو لوگ آسمانی نُور کو بجھانے کی کوشش شروع کرتے ہی دُنیا سے کُوچ کر گئے۔ ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کو مخالفت کا پُورا موقعہ نہ ملا۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کو خوب مہلت دی گئی اور انہوں نے اہلِ دُنیا کو احمدیت میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے مقدور بھر زور لگایا۔ دینی۔ دُنیاوی۔ سیاسی اور عقلی رنگ میں ہر ممکن جد وجہد کی۔ مگر اس تمام تگ ودو کا جو نتیجہ ہوا۔ وُہ آشکارا ہے۔ وُہ مقدس انسان جس کو دُنیا کا بدترین انسان سمجھا جاتا تھا۔ ہزاروں نہیں۔ لاکھوں انسان اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس کا شہرہ اکنافِ عالم میں پھیل گیا۔ اور روز افزوں ترقی پر ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب آج اپنے علماءِ اہلحدیث کے فتووں کے ماتحت کافر۔ ملحد اور مردُود ہیں۔ بے شک خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کی ضرب کاری نہیں ہوتی۔ غرض مولوی ثناء اللہ صاحب نے احمدیت کے خلاف ہر قسم کا منصوبہ کیا۔ وُہ دُنیا کو گمراہ کرنے کے لئے دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے حملہ آور ہوئے۔ وساوس اور اعتراضات کا انبار جمع کرنے میں زندگی وقف کر دی۔ لیکن کیا وُہ سلسلہ احمدیہ کے بمقابل آسمانی طریقِ فیصلہ کی رو سے بھی میدان میں آئے؟ ہرگز نہیں:۔

ابلیس نے جب گمراہیِ بشر کے لئے تا قیامت مہلت چاہی اور اس کی یہ خواہش پوری کر دی گئی۔ تو اس نے کہا تھا۔ کہ میں انسان کو بہکانے کے لئے دائیں سے آؤنگا۔ بائیں سے آؤنگا۔ آگے اور پیچھے سے کوشش کروں گا۔ لیکن اس نے اوپر اور نیچے کی جہت کا ذکر نہ کیا جس سے اہلِ ذوق نے ایک لطیف نکتہ استنباط کیا ہے۔ اور وُہ یہ کہ شیطان متواضع انسان اور آسمانی انسان کو گمراہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یعنی اس کو آسمانی طریقِ فیصلہ سے حق کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء کے مقابل ان کے دشمن میدانِ مباہلہ میں قدم رکھتے ہوئے لرزتے ہیں اور اگر کوئی بدقسمت اس طریق پر آمادہ ہو جائے۔ تو اس کی ہلاکت و بربادی حق کو مٹانے کی بجائے روشن تر کر دیتی ہے۔ یہ سنت الٰہیہ ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ جن میں سے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود بھی ہے:۔

مباہلہ سے فرار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء میں کتاب انجام آتھم میں بڑے زور و تحدی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوتِ مباہلہ دی۔ مگر آپ نے اس کو قبول کرنے کی جرأت نہ کی۔ پھر حضرت اقدس نے رسالہ اعجاز احمدی میں جو شاتی طلسم کو باطل کرنے میں عصائے موسیٰؑ کا حکم رکھتا ہے۔ دعوتِ مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"اگر اس چیلنج پر وُہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے۔ تو ضرور وُہ پہلے مریں گے" (ص ۳۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے درماندہ انسان کی طرح اس جری اللہ کے سامنے جس کا دعوےٰ تھا:۔ ع

الا انّنی فی کل حربٍ غالب

نہایت عاجزی سے ہتھیار ڈالتے ہوئے لکھدیا:۔

"میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جُرأت نہیں۔ . . . . ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا"

(رسالہ الہامات مرزا ص ۱۱۶ طبع ششم)

اہلحدیثوں کے اس نمائندہ کی بزدلی سے ان میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ آخر عرصہ کی اندرونِ خانہ کی لعن طعن کے نتیجہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجبوراً اس میدان میں قدم رکھنا چاہا۔ اور اخبار اہلحدیث ۲۹۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں جماعت احمدیہ کو بدیں الفاظ مخاطب کیا:۔

"انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا" (ص ۱)

چونکہ یہ اعلان اور دعوت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عین مُراد تھی۔ اور آپ پہلے سے تحریر فرما چکے تھے:۔

"میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں۔ کہ کوئی میدان میں نکلے۔ اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے۔ کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو۔ کہ میرے ساتھ وُہ ہاتھ ہے۔ جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں۔ اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے۔ اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا۔ اور نہیں رُکیگا جب تک وُہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۴)

اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اعلان ۲۹ مارچ کے جواب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء دُعائے مباہلہ کی صورت میں شائع فرمایا۔ اس پر مولوی صاحب نے اپنی تمام تعلیوں کو بھولکر مباہلہ سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ لکھا:۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

ناظرین کرام! آپ نے دیکھا۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کن پُرشوکت الفاظ میں مباہلہ کے لئے بلاتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ دعائے مباہلہ بھی شائع کر دیتے ہیں۔ لیکن بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب کس بُزدلی سے اس آسمانی طریقِ فیصلہ سے گریز کرتے ہیں؟

میں اس مضمون پر الفضل ۸، ۱۵، ۲۲، ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء اور پھر ۱۷ جولائی ۱۹۳۲ء میں فیصلہ کن بحث کر چکا ہوں اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو آج تک ان مضامین کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ اس لئے اب اس حصہ کو چھوڑ کر آسمانی فیصلہ کی دوسری شق کی طرف آتا ہوں:

مؤکد بعذاب حلف

آسمانی فیصلہ کی دوسری شق سے میری مراد مؤکد بعذاب قسم ہے۔ اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی۔ کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی دعوتِ مباہلہ کو قبول نہ کیا۔ اور کھلے لفظوں میں اپنے عجز کا اعتراف اور مباہلہ سے انکار کر دیا۔ بلکہ وہ جماعت احمدیہ کے کسی فرد سے بھی مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کو مباہلہ سے گریز کرتے ہوئے ان کے قلم سے حسب ذیل الفاظ نکلے کہ

"میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے۔ مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اور ہے۔ مباہلہ اور ہے۔" (صفحہ ۲)

تب افرادِ جماعت احمدیہ کو حق حاصل ہو گیا کہ ان سے کم از کم فیصلہ کن حلف اٹھانے کا مطالبہ کریں۔ مولوی صاحب نے مباہلہ سے انکار کر کے جان بچانی چاہی۔ اور ہمیشہ سے نبیوں کے منکر مباہلہ سے گریز اختیار کر کے جان بچاتے آئے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے اس شکست کی ذلت کو جس ذریعہ سے چھپانا چاہا۔ وہ اور بھی ان کی ذلت کو واضح کرنے والا ثابت ہوا۔

جماعت احمدیہ کو یقین ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر احمدیت کے متعلق اتمام حجت ہو چکی ہے۔ اور وہ محض دھوکہ دہی سے مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ خدائے غیور کے نام پر مؤکد بعذاب قسم اٹھائیں گے۔ تو یقیناً یقیناً دنیا میں ہی خدائی گرفت میں آجائیں گے۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعلان دربارہ قسم کھانے پر آمادگی اور جماعت احمدیہ کے اس یقین کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عرصہ دراز سے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ان سے مؤکد بعذاب قسم کا مطالبہ کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ خود مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"مرزائی امت نے یہ چیخ لگائی۔ کہ مولوی ثناء اللہ مؤکد بعذاب میعادی ایک سال قسم کھائے جس میں ذکر ہو۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو ایک سال تک مجھ پر اور میری عیال پر عذاب نازل ہو۔ اس قسم پر بھی انعام کا وعدہ کیا گیا۔" (اہلحدیث ۶ دسمبر ۱۹۲۹ء)

پھر اسی اخبار میں مولوی صاحب نے جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد دکن۔ پشاور۔ گوجرانوالہ اور سرہند کے اشتہارات کا ذکر کیا ہے۔ جن میں مولوی صاحب سے اپنے عقائد پر مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا تھا:

مؤکد بعذاب حلف سے گریز

ایک دیانتدار مذہبی انسان کے متعلق جو اپنی صداقت پر یقین رکھتا ہو۔ اور اپنے مذہب کی نمائندگی کا دعوے رکھتا ہو۔ ہرگز باور نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اگر اس سے اپنے عقائد کے متعلق مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کیا جائے۔ تو وہ کسی قسم کی چون وچرا کرے گا بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ اگر وہ دیکھے۔ کہ میری قسم سے میرے مذہب کی گونہ تائید ہو گی۔ تو وہ بصد شوق ایسی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گا بھلا وہ مذہب ہی کیا ہے۔ جو انسان کو اپنی سچائی پر یقین سے بھر نہ دے۔ درحقیقت ایسا مذہب مذہب نہیں۔ بلکہ افسانہ ہے۔

لیکن پیارے قارئین! آپ یقیناً حیران ہونگے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جنہوں نے دانستہ یا نادانستہ طور پر ۱۹۰۷ء میں قسم کھانے پر آمادگی کا دعوے کیا تھا۔ آج ستائیس برس گزرنے کے باوجود اپنے عقائد کی حقانیت پر مؤکد بعذاب حلف اٹھانے پر تیار نہیں ہوئے۔ حالانکہ جماعت ہائے احمدیہ کے مطالبات بلکہ انعامی مطالبات نے ان کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ وہ قریباً ہر بڑے شہر میں اس مطالبہ سے عہدہ برآ نہ ہو کر شرمندہ اور ذلیل ہوئے ہیں۔ اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے اس ذلت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر مؤکد بعذاب قسم نہیں کھاتے۔ آخر کیوں؟!

دانشمند بھائیو! سوچو یہ کیا راز ہے۔ جماعت احمدیہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اپنے عقائد کی سچائی پر مؤکد بعذاب حلف چاہتی ہے۔ اور اس قسم کی حلف اٹھانے پر ان کو ہزارہا روپیہ انعام پیش کرتی ہے۔ مولوی صاحب احمدیت کے مٹانے کے لئے شب و روز کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس اہم مطالبہ کی طرف رُخ نہیں کرتے۔ حالانکہ ۱۹۰۷ء میں خود قسم کھانے پر آمادگی کا اظہار کر چکے تھے۔ کیا اس صریح فرار سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ شیطانی طاقتوں کو خدا کے مقدسوں کے بالمقابل روحانی مقابلہ کے میدان میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہو سکتی؟

۲۷ برس کے لمبے عرصہ میں مولوی صاحب نے اس تلخ پیالہ کو ٹالنے کے لئے کئی رنگ بدلے۔ لیکن جب سب رنگ پھیکے ثابت ہوئے۔ تو اب مدتِ مدید کے غور و فکر کے بعد اپنے اخبار اہلحدیث میں بجائے مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کے ایک چیلنج دیتے ہیں جس سے قیاس ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب اس زبردست مطالبہ کے سامنے کس طرح جان بلب ہو رہے ہیں

چیلنج منظور

مولوی صاحب بے حیائی تیرا آسرا کے معنی خیز عنوان کے ماتحت احمدی دوستوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائے۔ تو دس ہزار بلکہ اکیس ہزار انعام لے۔ اس کے جواب میں کہا گیا۔ بندۂ خدا جدید شریعت نہ بناؤ بلکہ شریعت محمدیہ میں دکھاؤ۔ کہ منکر کافر پر حلف آتی ہے۔ اور حلف بھی مؤکد بعذاب۔ بھلا ان باتوں کا جواب کیا دیں گے پھر بھی ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اگر ہمارا مطالبہ ثابت کر دیں۔ تو ہم ان کو مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام دیں گے۔ جو مسلمہ منصف کے فیصلہ کے بعد ان کے حوالے کیا جائے گا۔" (۱۸ مئی ۱۹۳۴ء)

ناظرین کرام! مولوی صاحب کی اس تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ:

(۱) آج تک انہوں نے کبھی مؤکد بعذاب حلف نہیں اٹھائی۔ حالانکہ احمدی احباب بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں کہ وہ ایسی حلف اٹھائیں۔ اور اکیس ہزار انعام لیں:

(۲) مولوی صاحب کے نزدیک شریعت محمدیہ میں منکر کافر پر مؤکد بعذاب حلف تو کجا مطلق حلف بھی نہیں آتی۔ بلکہ جو شخص ایسی حلف کے جواز کا قائل ہے وہ "جدید شریعت" بناتا ہے۔ اسی بنا پر آپ ہمیں ایسی حلف کا جواز ثابت کرنے پر مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام دینے کے لئے بھی تیار ہیں:

ہمیں امر اول سے کلی اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ مولوی صاحب نے آج تک کبھی ایک دفعہ بھی مؤکد بعذاب قسم نہیں کھائی۔ اور یہ بھی بالکل درست ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے پُرزور انعامی اعلان کے ذریعہ ان سے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کیا ہے۔ خود مولوی صاحب اپنے اخبار (۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء) میں حضرت حاجی جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کا پُرشوکت اشتہار شائع کر چکے ہیں۔ لیکن امر دوم یعنی منکر پر حلف نہیں آتی۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب حلف نہیں اٹھا سکتے۔ بالکل غلط ہے۔ لہذا میں بڑی خوشی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں مجھے تعجب ہے۔ کہ مولوی صاحب کو یہ وہم کس طرح پیدا ہو گیا۔ کہ احمدی جماعت ان کے مطالبہ کا جواب نہیں دے سکتی۔ اور ان کے انعامی چیلنج کو منظور نہ کرے گی کیا انہیں یاد نہیں۔ کہ جب انہوں نے چار مطالبات شائع کرتے ہوئے ہمیں صرف ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی۔ تو کس طرح دندان شکن جوابات الفضل میں شائع ہو کر ایک ہفتہ کے اندر ان کو مل گئے تھے جن کا آپ کوئی جواب نہ دے سکے اور انعامی رقم مبلغ چار سو روپیہ کے متعلق آئیں بائیں کرنے لگ پڑے تھے۔ پھر کیا آپ بھول سکتے ہیں۔ کہ آپ نے بدقسمتی سے رسالہ "تاریخ مرزا" ۱۹۱۹ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ایک جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھا تھا:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

" مرزا صاحب کا کوئی مرید ثابت کرے تو ایک ہزار روپیہ انعام ہے "

اور خاکسار نے آپ کے چیلنج کو منظور کر کے روپیہ جمع کرانے کے لئے لکھا۔ بار بار مطالبہ کیا۔ رسالہ (تجلیاتِ حمانیہ) کے صفحہ ج پر آپ کے نام کھلا نوٹس شائع کیا۔ مگر آپ ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے ؏

سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں۔ کہ آپ کے مطالبہ کا معقول سے معقول جواب نہ دیا گیا ہو پس اندریں حالات آپ کو وہم بھی نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ آپ کے اس مطالبہ کا جواب نہیں دے سکتی ؏

تنزلاً معقول

بیشتر اس کے کہ میں آپ کے اس مطالبہ کا جواب شریعت محمدیہ کی رو سے دوں۔ یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کا آج یہ بہانہ جماعت احمدیہ کے زبردست مطالبہ کے۔ پورا کرنے سے عجز و سراسیگی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ گذشتہ میں آپ کہتے تھے۔ " میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے "۔ (اہلحدیث ۱۹ اپریل) اور آج منکر نبوت کے لئے قسم کھانے کو شریعت محمدیہ کے خلاف نئی شریعت بنانے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔؟

پھر اگر فی الواقع آپ اپنے حلف اٹھانے کو شریعت محمدیہ سے روگردانی اور نئی شریعت گھڑی کرنا سمجھتے تھے۔ تو آپ نے بقول خود کیوں حلف اٹھائی ہے۔ آپ نے لکھا ہے:

(۱) " میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ جس پر حلف اٹھا چکا ہوں۔ اور ہر جگہ قسم کھانے پر تیار ہوں۔ کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے دعویٰ الہام میں ہر طرح جھوٹے تھے "۔ اہلحدیث ۶ دسمبر ۱۹۲۹ء)

(۲) " باوجود اس کے کہ ہم بارہا حلف بھی اٹھا چکے ہیں "۔ (اہلحدیث ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء)

اب ظاہر ہے۔ کہ اگر حقیقتاً منکر نبوت کے لئے حلف اٹھانا حرام ہے۔ اور نئی شریعت بنانے کے قائمقام۔ تو آپ کا مندرجہ بالا مزعومہ حلف حرام اور شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ اور اگر حلف اٹھانا جائز تھا۔ تو آج اس کو نئی شریعت بنانے کے ہم معنی قرار دینا محض جھوٹ اور فریب ہے۔ بہر حال آپ پر الزام ہے۔ اور آپ کا مطالبہ " شریعت محمدیہ میں دکھاؤ۔ کہ منکر پر حلف آتی ہے " آپ کے عمل سے اور قول سے باطل ہو گیا ؏

حلف اور موکد بعذاب حلف میں فرق

اس جگہ اگر یہ سوال ہو۔ کہ جب مولوی صاحب بقول خود حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ الہام میں کاذب ہونے پر حلف اٹھانے کو تیار ہیں۔ بلکہ حلف اٹھا بھی چکے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا ان سے مطالبہ جاری ہے۔ تو اس کا جواب خود مولوی صاحب کے مندرجہ بالا چیلنج میں آجاتا ہے۔ اور وہ یوں کہ جماعت احمدیہ مولوی صاحب سے موکد بعذاب حلف کا مطالبہ کرتی ہے۔ جو کہ فیصلہ کن ہو۔ اور مولوی صاحب نے بزعم خود جو قسم کھائی ہے۔ وہ محض حلف ہے۔ موکد بعذاب نہیں۔ لہذا ہمارا مطالبہ برقرار ہے۔ اور آج تک مولوی صاحب نے اس کو پورا نہیں کیا۔ اور نہ ہی کر سکیں گے ؏

آخر اس میں کیا بھید ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایچ پیچ کے ساتھ حلف اٹھاتے ہیں۔ لیکن موکد بعذاب حلف نہیں اٹھاتے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب ان دونوں قسم کے حلف میں فرق سمجھتے ہیں۔ اور انہیں خوب یقین ہے۔ کہ اگر میں نے موکد بعذاب قسم کھائی۔ تو مجھے اسی دنیا میں سزا ملنا یقینی ہے۔ ورنہ جب ان کے نزدیک منکر نبوت پر نہ حلف آتی ہے۔ نہ حلف موکد بعذاب۔ تو وہ ایک کے لئے کیوں تیار ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری حلف سے کانوں پر کیوں ہاتھ دھرتے ہیں؟

اصل بات یہ ہے۔ کہ ایمان اور کفر کی جزا و سزا کے لئے اللہ تعالےٰ نے موت کے بعد کا وقت مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے دنیا میں کافر بھی زندہ رہتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ظاہری طور پر مومنوں سے زیادہ آرام میں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ ان کے کفر کا بدلہ ان کو دوسرے جہان میں ملے گا۔ لیکن اگر کوئی ظلم و تعدی میں حد سے بڑھ جائے۔ تو اس کو دنیا میں بھی سزا دی جاتی ہے ظلم و تعدی میں حد سے تجاوز کر جانے کی مختلف صورتیں ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ ایک شخص باطل پر ہو کر عمداً اور شرارت کی راہ سے خدائی عذاب کو تحدی کرے۔ اور خدائے پاک کے مقدس نام کی جھوٹی قسم کھائے۔ تاکہ اس طرح لوگوں پر حق کو باطل ثابت کیا جائے۔ تو ایسا شخص ضرور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

پس محض جھوٹی قسم سخت گناہ ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ اس کی سزا اسی دنیا میں دی جائے۔ لیکن موکد بعذاب جھوٹی قسم جو نبیوں کے سلسلہ کو مٹانے کے لئے کھائی جائے خطرناک زہر کا حکم رکھتی ہے۔ جس کا کھانے والا ہلاکت سے بچ نہیں سکتا۔ خصوصاً جبکہ اس پر اتمام حجت ہو چکی ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے موکد بعذاب قسم کا پرزور بلکہ انعامی مطالبہ کرتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مولوی صاحب مذکور اس حلف سے ہمیشہ گریز کرتے ہیں ؏

کفر کی سزا کب ملتی ہے

خدا تعالیٰ کا عام قانون یہ ہے۔ کہ کفر کی سزا اگلے جہان میں ملتی ہے۔ فرمایا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا۔ کہ اے رسول تو کہدے یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ اب جو چاہے ایمان لائے۔ اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ ہاں ہم نے ظالموں کے لئے بند اور جھلس دینے والی آگ تیار کر رکھی ہے۔

پھر کافروں میں جو لوگ ایذا دہی میں بڑھ جاتے ہیں ان کو دنیا میں بھی ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں۔ یاقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل سوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ھو کاذب وارتقبوا انی معکم رقیب (سورہ ہود) اے قوم تم اپنی جگہ کام کرو۔ میں اپنی جگہ عمل کرتا ہوں۔ عنقریب تم کو پتہ لگ جائیگا کہ کس پر عذاب اترتا۔ اور اسے رسوا کر دیتا ہے۔ یعنی کون کاذب اور جھوٹا ہے۔ ہاں ابھی ہم سب انتظار کرتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ سورۂ ابراہیم میں فرماتا ہے۔ وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین ولنسکننکم الارض من بعدھم ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید واستفتحوا وخاب کل جبار عنید۔ یعنی کافروں نے اپنی طرف آنے والے رسولوں سے کہا۔ کہ یا تو ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ۔ ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ تب ان کے خدا نے ان پر وحی نازل کی۔ کہ ہم یقیناً ظالموں کو ہلاک کریں گے۔ اور تم کو ان کے بعد زمین میں آباد کریں گے۔ وعدہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو میرے جلال اور وعید سے ڈرتے ہیں۔ ان لوگوں نے فتح و کامیابی چاہی۔ مگر ہر سرکش اور معاند ناکام رہا ؏

قسموں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان (المائدہ) خدا تعالےٰ فضول قسموں پر گرفت نہیں کرے گا۔ لیکن جو قسم نیت اور ارادہ کے ساتھ پختہ طور پر کھائی جائے اس پر ضرور باز پرس کرے گا۔ منافقوں کے متعلق فرمایا۔ سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیھم لتعرضوا عنھم فاعرضوا عنھم انھم رجس وماوٰھم جھنم جزاء بما کانوا یکسبون۔ یعنی جب تم مدینہ واپس لوٹو گے۔ تو مومن منافق تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو۔ بے شک تم ان سے اعراض کرو۔ وہ گندے لوگ ہیں۔ ان کے برے کاموں کے نتیجہ میں دوزخ ان کا ٹھکانا ہوگا ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرمایا۔ ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون اعد اللہ لھم عذاباً شدیداً انھم ساء ما کانوا یعملون اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ فلھم عذاب مھین لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئاً اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون (المجادلہ) یعنے وہ جانتے ہوئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب مقرر فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ برے کام کرتے ہیں۔ وہ اپنی قسموں کو بچاؤ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور خدا کے راستے سے روکتے ہیں۔ ان کے لئے رسواکن عذاب ہوگا۔ ان کے اموال اور اولادیں اللہ کے ہاں کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ وہ دوزخی ہیں۔ آگ میں بسیں گے ؛

مشرکین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تحرص علی ھدٰھم فان اللہ لا یھدی من یضل وما لھم من ناصرین واقسموا باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت بلی وعداً علیہ حقاً ولکن اکثر الناس لا یعلمون (النحل) یعنے اے رسول اگر تو ان کی ہدایت کی حرص کرتا ہے۔ تو یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ جو گمراہی میں بڑھتے جاتے ہیں۔ باوجود ضلالت پر اصرار کی وجہ سے گمراہ قرار دیئے جا چکے ہیں۔ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یہ لوگ اللہ کے نام پر پختہ قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ خدا مردوں کو زندہ نہ کرے گا۔ ان کا یہ بیان سراسر غلط ہے بلکہ وہ ضرور مردوں کو اٹھائے گا۔ اور اس نے اس بارہ میں اپنے اوپر پختہ عہد کر رکھا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ان باتوں کو نہیں جانتے۔

ان آیات قرآنیہ سے واضح الفاظ میں ظاہر ہے۔ کہ محض جھوٹی قسم کی سزا ضروری طور پر اس دنیا میں نہیں ملتی۔ ہاں بعض دفعہ جب ظالموں کا ظلم شدید آسمانی مشن کے رستہ میں خطرناک روک بن جاتا ہے۔ تو ان کو خس و خاشاک کی طرح نابود کر دیا جاتا ہے ؛

نیز ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ محض جھوٹی قسموں کی سزا خواہ ان کے کھانے والے منافق ہوں۔ خواہ منکرین انبیاء و مشرکین ہوں۔ اگلے جہان میں ملتی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر جھوٹی قسم کی سزا اسی دنیا میں دی جائے۔ پس ہو سکتا ہے۔ کہ ایک منکر نبوت کفر بھی کرے۔ اور صاحب نبوت کے جھوٹے ہونے پر قسم بھی کھائے۔ لیکن اس کو اس دنیا میں اس کی سزا نہ ملے۔ کیونکہ اصلی سزا تو مرنے کے بعد ملتی ہے۔ چنانچہ آیت واقسموا باللہ جھد ایمانھم کی تفسیر میں کلام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ کہ دراصل ان کے قول میں تکذیب رسول پر بھی حلف موجود ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ کافر کا کفر بلکہ اس کا نبی کے انکار پر قسم کھانا بھی ضروری طور پر اس کے لئے اسی دنیا میں عذاب کو لازمی نہیں قرار دیتا لہذا مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ بیان کہ :-

"کسی سچے نبی کا انکار خدا کی نافرمانی ہے۔ جس کا ارتکاب کرنے والا یقیناً خدا کا مجرم ہے۔ وہ قسم کھائے۔ یا نہ کھائے اس کا محض انکار ہی اس کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ خاصکر جب وہ اپنے انکار پر حلف بھی اٹھائے۔ تو کیوں سزایاب نہ ہو"۔ (اہلحدیث ۱۲ اپریل ۱۹۲۴ء)

محض مغالطہ ہے۔ یہ تو سچ ہے۔ کہ نبی کا منکر مجرم ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ وہ سزا کا مستحق ہے۔ خواہ قسم کھائے یا نہ کھائے لیکن یہ سچ نہیں۔ کہ ہر ایسا مجرم ضرور دنیا میں ہی سزایاب ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو کچھ عرصہ کے لئے دنیا میں مہلت دے دے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا تو مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ

"خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں"۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) اور واقعات بھی عام کافروں کے متعلق اس قانون کی تصدیق کرتے ہیں۔ کتنے ہی عیسائی یہودی اور آریہ (معاذ اللہ) بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاذب ہونے پر قسمیں کھا لیتے ہیں۔ مگر مشاہدہ ہے۔ کہ وہ اس دنیا میں خدائی گرفت کے نیچے نہیں آتے۔

پس مختصر یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جس قسم کی قسم کھانے کو تیار ہیں۔ وہ ازروئے شریعت اسلامیہ اور واقعات دنیوی عذاب کو مستلزم نہیں۔ لہذا فیصلہ کن نہیں ہے۔ اور جماعت احمدیہ مولوی صاحب سے جس مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کرتی ہے وہ فیصلہ کن ہے۔ مگر مولوی صاحب اس سے بھاگتے ہیں۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے (۱) "منکر نبوت کافر پر ازروئے قرآن و حدیث حلف نہیں رکھی گئی۔ ثبوت دیجئے۔ تو حلف لیجئے۔" (اہلحدیث ۱۲ اپریل) (۲) "بندہ خدا جدید شریعت نہ بناؤ۔ بلکہ شریعت محمدیہ میں دکھاؤ۔ کہ منکر کافر پر حلف آتی ہے اور حلف بھی مؤکد بعذاب" (اہلحدیث ۱۰ مئی)

میں نے مولوی صاحب کا یہ انعامی چیلنج منظور کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مطالبہ کا ایسا زبردست اور ناقابل انکار ثبوت دیا جائے گا۔ کہ مولوی صاحب کے لئے مؤکد بعذاب حلف کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ بشرطیکہ ان میں ذرہ بھر بھی انصاف ہو۔ میرے جواب کے تین پہلو ہیں۔ (۱) ازروئے شریعت اسلامیہ منکر نبوت کافر کے لئے اپنے عقائد کی صحت پر مؤکد بعذاب حلف اٹھانا جائز ہے۔ (۲) شریعت اسلامیہ کے رو سے ہمارا حق ہے۔ کہ مولوی صاحب سے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کریں (۳) مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرض ہے۔ کہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں

ان ہر سہ پہلوؤں کا تفصیلی ذکر کرنے سے قبل یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریروں میں "منکر نبوت پر مؤکد بعذاب حلف نہیں آتی" لکھ کر عمداً ایک مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ یوں کہ وہ اپنے آپ کو محض انکاری مقام پر دکھاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت حاجی عبد اللہ الہ دین صاحب کے انعامی چیلنج میں مولوی صاحب کے محض انکار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی مطالبہ حلف نہیں کیا گیا۔ بلکہ حیات عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ظہور مہدی علیہ السلام اور کذب دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بالجملہ مولوی صاحب کے عقائد قرار دے کر ان سے مؤکد بعذاب حلف کے لئے کہا گیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ آپ کہیں :-

"اگر میرے یہ عقائد خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں الخ"

گویا درحقیقت مولوی صاحب سے ان کے اپنے مسلمہ عقائد پر حلف کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اور ان کو حق دیا گیا ہے۔ کہ جس عقیدہ کو ان عقائد میں سے نہ مانتے ہوں۔ اس کے متعلق انکار تحریر کر دیں۔ وہ عقیدہ الفاظ حلف سے حذف کر دیا جائیگا اندریں حالات مولوی صاحب کا محض "منکر نبوت" کی رٹ لگانا کچھ معنی رکھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ اہلحدیثوں کے روبرو یہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں۔ کہ احمدی جماعت مجھ سے میرے عقائد پر مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور اکیس ہزار روپیہ نقد انعام بھی دیتی ہے۔ لیکن میں اپنے عقائد کی صحت پر حلف اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ واقع یہی ہے۔ اس لئے وہ بعض سادہ لوح لوگوں کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے صرف "منکر نبوت پر حلف نہیں آتی۔" کا وظیفہ رٹ رہے ہیں۔ ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ درحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام کی آسمان پر جسمانی زندگی کے قائل نہ ہوں۔ یا مہدی کے ظہور کے معتقد نہ ہوں۔ لیکن اتنی جرأت نہ کر سکتے ہوں۔ کہ صاف اعلان کر دیں۔ کہ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل نہیں اس لئے اس کو الفاظ حلف سے حذف کر دو۔ کیونکہ تاریکی کے فرزند آسمانی لعنت کی بجائے دنیاوی لعنت سے زیادہ ڈرا کرتے ہیں۔ بہرکیف کچھ بھی ہو۔ ان کی یہ روش تقویٰ پسند انسان کی روش نہیں کہلا سکتی ؛

اب ہم اپنے جواب کے ہر سہ حصوں کو ترتیب وار بیان کرتے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالبہ کا جواب

ہمارے جواب کا پہلا حصہ یہ ہے کہ از روئے شریعت اسلامیہ منکر نبوت کے لئے اپنے عقائد کی صحت پر حلف مؤکد بعذاب اٹھانا جائز ہے۔ اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ ہر وہ کام جس سے کسی قسم کا فائدہ ہو سکتا ہے اور نصوص شریعت میں اس کی حرمت مذکور نہ ہو۔ یا اس کے کرنے سے شریعت کا کوئی دوسرا حکم باطل نہ ہوتا ہو وہ جائز ہوا کرتا ہے۔ گویا شریعت اسلامیہ کا سکوت ہی اس کے جواز کی دلیل ہوتا ہے۔ یہ قانون خود مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی مسلم ہے۔ (۱) اخبار اہلحدیث میں ایک سوال اور اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب بایں الفاظ مذکور ہے:۔

"س:۔ بذریعہ فونوگراف کسی قاری کی قرأت قرآن پاک کو سننا جائز ہے یا نہیں مثلاً سلطان ابن سعود کے خطبے یا عرب و عجم کے کسی قاری کی قرأت قرآن پاک وغیرہ

ج:۔ جائز ہے منع کی دلیل نہیں" (۸ اگست ۱۹۳۰ء)

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ منکر نبوت کا اپنے عقائد کی صحت پر حلف اٹھانا جائز ہے۔ کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں۔

(۲) قرآن مجید میں بصراحت آتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ چار گواہ پیش کرے لیکن اگر چار گواہ نہ لائے۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کو اسّی درے لگاؤ۔ قرآن پاک کے اس صریح قانون کا منشاء اور اس کی حکمت بالکل ضائع ہو جائے۔ اگر کہا جائے کہ تہمت لگانے والا اگر ملزم سے مباہلہ کا مطالبہ کرلے۔ تو وہ بغیر چار گواہ لائے قرآنی سزا سے بچ سکتا ہے۔ اور جھوٹا قرار نہ دیا جائیگا۔ چونکہ یہ طریق قرآن پاک کی نص کو باطل قرار دینے والا ہے۔ اس لئے ہم نے کہا کہ تہمت لگانے والے کا یہ حق نہیں کہ ایسا مطالبہ کرے اور اگر وہ مطالبہ کرے تو دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس کو منظور کرے کیونکہ اس طرح وہ تہمت لگانے والے کو قرآن پاک کی مقررہ سزا سے بچنے کا موقعہ دے گا۔ ہمارے اس بیان کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ:۔

"قادیانی پارٹی مدعی عدم جواز ہے لہذا اس کی دلیل پیش کرنا اس پر واجب ہے۔" (اہلحدیث ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء)

ہم نے تو عدم جواز کی دلیل خود قرآن پاک سے پیش کردی تھی۔ لیکن اب مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے قانون کے مطابق ان سے کہتے ہیں۔ کہ آپ منکر نبوت کے لئے حلف مؤکد بعذاب کے عدم جواز کے مدعی ہیں۔ اس کی دلیل پیش کرنا آپ پر واجب ہے۔ اور اگر اس عدم جواز کی دلیل پیش نہ کریں تو آپ کا دعویٰ باطل ہوگا۔ اور جواز ثابت ہوگا۔ اور آپ ہرگز کوئی دلیل پیش نہیں کرسکتے لہذا جواز ثابت ہوتا ہے۔ وہو المراد

(۳) ایک شخص مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھتا ہے کہ:۔ "زنا بالجبر کے لئے اگر ایک فریق مباہلہ پر دارو مدار فیصلہ رکھے تو کیا مباہلہ ہو سکتا ہے؟" اس کے جواب میں مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "اس قسم کے واقعات کے لئے مباہلہ کا ثبوت نہیں۔ البتہ بعض اصحاب کہا کرتے تھے۔ کہ یہ آیت یوں ہے۔ جو نہ مانے مجھ سے مباہلہ کرلے۔ اس قول کی سند پر کوئی شخص ہر قسم کی نزاع کے لئے مباہلہ کرے۔ تو اس قول کی بناء پر جائز ہوگا۔" (اہلحدیث ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء)

اسی طرح مولوی صاحب نے علامہ دوانی کے ایک قول کا ملخص یوں بتایا ہے۔ کہ:۔

"ضروری شرعی امر میں مباہلہ کرنا جائز ہے جس میں شبہ اور عناد ہو۔ جو مباہلہ کے بغیر دور نہ ہو سکے۔" (۲۳ مئی ۱۹۳۰ء)

ان ہر دو بیانوں کی بناء محض قیاس پر ہے حالانکہ آپ کو مسلم ہے کہ "اس قسم کے واقعات کے لئے مباہلہ کا ثبوت نہیں"۔ اب اسی جواز پر قیاس کرتے ہوئے میں کہتا ہوں۔ کہ اگر بالفرض منکر نبوت کے لئے حلف مؤکد بعذاب کا ثبوت نہ بھی ہو تب بھی ضروری شرعی امر ہونے کے باعث حلف مؤکد بعذاب بلکہ مباہلہ بھی جائز ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ ع ۱۴ میں سچی گواہی کی ادائیگی پر گواہ کو مجبور کرنے کے لئے یہ طریق بیان فرمایا ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کے نام پر حلف لی جائے۔ اور اگر ایک فریق اپنی گواہی میں غلط کار ثابت ہو تو دوسرا فریق کھڑا ہو اور فیقسمان باللّٰہ لشھادتنا احق من شھادتھما وما اعتدینا انا اذاً لمن الظلمین۔ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ ہماری گواہی ان پہلوں کی نسبت زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی لیکن اگر ہم اپنی قسم میں جھوٹے ہوں۔ تو پھر ہم ظالم ہونگے۔

صاف ظاہر ہے کہ فریق ثانی کی حلفیہ گواہی میں فقرہ انا اذاً لمن الظالمین کا صرف یہ مطلب ہے کہ اگر ہم ظالم ہیں۔ تو خدا ہم پر لعنت نازل کرے۔ کیونکہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

ان آیات کی بناء پر مفسرین کا قول ہے کہ منکر نبوت سے تو ضرور حلفیہ گواہی لینی چاہیئے ہاں مسلم گواہ کی عام امور میں گواہی کے حلفیہ ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے لیکن لکھا ہے عن علی علیہ السلام انہ کان یحلف الشاھد والراوی عند التھمۃ "کہ حضرت امام علی رضی گواہ اور روایت بیان کرنے والے کو بھی شبہ کی صورت میں حلف دیا کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۵) اور حضرت امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ بعض اہم معاملات میں قسم نہایت سخت ہونی چاہیئے۔ تاکہ قسم کھانے والے کے دل میں خوف خدا پیدا ہو مثلاً کعبہ شریف میں قسم دی جائے وغیرہ وغیرہ۔ (تفسیر کبیر سورہ مائدہ)

اب ان بیانات کی روشنی میں کون انکار کر سکتا ہے کہ ایک منکر نبوت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کی صحت پر حلف اٹھائے اور حلف بھی مؤکد بعذاب تاکہ فیصلہ کن ہو خصوصاً جبکہ اس قسم کی حلف کی ممانعت شریعت اسلامیہ میں وارد نہیں پس قرآن مجید کی صریح نص سے از روئے قیاس و استنباط ہمارے دعویٰ کا جزء اول ثابت ہے۔

(۵) ہم کہہ چکے ہیں کہ شریعت میں منکر کے حلف اٹھانے کی ممانعت نہیں آئی اس لئے جائز ہے۔ اب اسی کی تائید میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا عمل پیش کرتے ہیں۔ میری مراد وہ عمل نہیں۔ جو آپ جماعت احمدیہ کے انعامی مطالبۂ حلف کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی اس حلف مؤکد بعذاب کی طرف رخ بھی نہیں کرتے بلکہ مختلف حیلوں سے اس کڑے مطالبہ سے بچنا چاہتے ہیں۔ بلکہ مراد ان کا وہ طریق عمل ہے جو وہ حنفی اصحاب کے بالمقابل اختیار کرتے ہیں۔ اخبار العدل گوجرانوالہ نے جلسہ حافظ آباد کی رپورٹ میں لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب شکست کے ڈر سے جلسہ گاہ میں نہ آئے مولوی صاحب جلسہ گاہ میں نہ آنے کو تسلیم کر کے لکھتے ہیں چونکہ وہاں کے اہلحدیثوں نے معمولی لوگوں کے سامنے مجھے پیش کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اس لئے میں سو گیا تھا۔ ہمیں واقعہ کے صدق و کذب سے اس جگہ بحث کا نہیں۔ بلکہ دکھانا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے "العدل" کے جواب میں جو بیان دیا اس میں لکھا ہے کہ:۔ "میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔" اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ یہاں تک لکھ دیا: "جو کچھ "العدل" نے لکھا ہے وہ محض جھوٹ ہے جو ہم میں جھوٹ کہتا ہے۔ خدا اس پر امتیازی رنگ میں لعنت کرے" آمین۔ (اہلحدیث ۱۱ مئی ۱۹۳۱ء)

ناظرین کرام! غور فرمایئے۔ اخبار "العدل" کا بیان ایک معمولی سے واقعہ سے تعلق رکھتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب اس بیان کے منکر اور مکذب ہیں۔ اس بیان کی تردید میں حلف اور حلف بھی مؤکد بلعنت الٰہی اٹھاتے ہیں۔ لیکن جب جماعت احمدیہ ان سے ان کے اپنے عقائد کی صحت پر حلف مؤکد بعذاب و لعنت کا مطالبہ کرتی ہے۔ اکیس ہزار روپیہ انعام بھی پیش کرتی ہے تو مولوی صاحب بغلیں جھانکنے لگ جاتے ہیں اور اس حلف کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ آخر کیوں ہے؟ اخبار "العدل" والے نہ حلف کا مطالبہ کریں نہ لعنت مانگیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر مولوی صاحب از خود حلف اور مؤکد بعذاب اٹھاتے ہیں صاف واضح ہے۔ کہ "الفضل" والے بیان کی تکذیب میں مولوی صاحب اپنے آپ کو عذاب سے محفوظ سمجھتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے مطالبۂ حلف مؤکد بعذاب میں انہیں موت نظر آتی ہے۔ خیر مجھے اس جگہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی دورخی چال کی تشریح میں زیادہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ہر عقلمند شخص اس کی وجہ سمجھتا ہے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جس دلیل شرعی کی بناء پر مولوی صاحب نے "الفضل" کے بیان کے انکار میں حلف مؤکد بعذاب اٹھائی ہے۔ اسی شرعی دلیل کے رو سے جائز ہے۔ کہ وہ باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے منکر ہونے کے اپنے عقائد کی صحت پر مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں۔ دیکھئے مولوی صاحب اس سے واضح تر حجت ملزمہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ آپ کے قلم اور آپ کے عمل سے آپ کو ملزم کر دیا گیا ہے۔ ع

اب بھی اگر نہ مانو تو منوائیگا خدا

ایک ضروری نوٹ

مولوی ثناء اللہ صاحب غالباً طبیعت و عادت سے مجبور ہو کر مذہبی تحریرات اور گفتگو میں بازاری اشعار کا اس کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ کہ ذوق سلیم پر ان کی عبارات کو پڑھنا سننا یقیناً گراں گزرتا ہے۔ اس پر اضافہ یہ ہے۔ کہ آپ تمسخر اور ہزلیانہ طریق کلام کو خوف خدا کے مقام پر اس طرح استعمال کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ الٰہی کلام کو بازیچۂ طفلاں سمجھتے ہیں جس کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مباہلہ کرنے والوں میں سے جھوٹوں پر لعنت نازل کرنے کا وعید فرمایا ہے۔ اور لعنت الٰہی عذاب و ہلاکت کا مترادف ہوتی ہے۔ عذاب اپنی تمام اقسام میں عذاب ہی ہے لیکن جب بھی ان سے مباہلہ یا مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کر کے کہا گیا۔ کہ ایسا کرنے کی صورت میں آپ "قریب ترین عرصہ میں اللہ کی لعنت یا عبرتناک عذاب میں گرفتار ہوں گے۔" تو ہر دفعہ آپ نے بجائے حلف یلنے یا مباہلہ کرنے کے مؤخر الذکر جملہ پر تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ بایں وجہ کہ اس وعید میں عذاب کی تعیین نہیں۔ لیکن آج جب خود مولوی صاحب اخبار "الفضل" کے بیان کو جھوٹ بتاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں "جو ہم میں جھوٹ کہتا ہے۔ خدا اس پر امتیازی رنگ میں لعنت کرے"

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ کہ مولوی صاحب جس بات پر بارہا "مرور" وغیرہ لکھ کر تمسخر کر چکے ہیں۔ اب کس طرح اسی چیز کو اپنے مخالف کے سامنے بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ کیا ہم امید رکھیں۔ کہ مولوی صاحب آئندہ تعیین عذاب کا مطالبہ نہ کیا کریں گے۔ بلکہ "امتیازی رنگ میں لعنت" کو کافی سمجھیں گے۔

اب پھر ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم نے پانچ بیانات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ منکر نبوت کیلئے جائز ہے کہ اپنے عقائد کی صحت پر حلف مؤکد بعذاب اٹھائے۔ اس کے بعد ہم اپنے جواب کے دوسرے پہلو کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

دوسرا پہلو

ہمارے جواب کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ از روئے شریعت اسلامیہ ہمارا حق ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کریں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ میں اس کا منکر کافر ہوں۔ کوئی آیت یا حدیث اس دعوے پر شاہد نہیں ہے کہ کافر اپنے کفر پر قسم کھائے۔ کیونکہ کافر کو خدا کے نزدیک مورد الزام اور مستوجب عذاب کرنے کے لئے اس کا کفر کافی ہے۔ اس میں حلف کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید ناطق ہے۔ کہ کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا۔ ہاں اس کے جواب میں نبی اور رسول قسم کھاتے تھے۔ غور سے پڑھیے۔ یقول الذین کفروا لست مرسلاً قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی و بینکم یعنی کافر لوگ کہتے ہیں۔ تو رسول نہیں ہے۔ تو کہدے۔ کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔ اس آیۂ مبارکہ سے ہمارے دونوں دعوے ثابت ہیں۔ (۱) منکر نبوت کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں (۲) مدعیان رسالت یا انبیاء کرام قسم کھاتے تھے۔" (اہلحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء)

ناظرین کرام! مولوی صاحب نے اس عبارت میں جو دو دعوے کئے ہیں۔ ان کی بنیاد اس قول پر ہے۔ کہ "قرآن مجید ناطق ہے کہ کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا۔ ہاں اس کے جواب میں نبی اور رسول قسم کھاتے تھے۔" پھر اس قول کی تائید میں آپ نے جو دلیل پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ نبی منکرین سے کہا کرتے تھے۔ کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے جواباً عرض ہے۔ کہ انبیاء کرام کو اپنی صداقت پر کامل یقین ہوا کرتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے دعوے پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ کہ "کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا" کیونکہ کافروں کا انکار مختلف درجات رکھتا تھا۔ جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔

نبیوں کے طریق عمل کے متعلق اختلاف نہیں ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون (ذاریات) آسمان و زمین کے خدا کی قسم کہ یہ حق ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ یہ ایسا ہی یقینی ہے۔ جیسا تمہارا کلام ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویستنبؤنک أحق ھو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین (یونس) کہ اے رسول منکر تجھ سے پوچھیں گے۔ کیا یہ کلام واقعی فی الواقع سچ ہے۔ تو ان سے کہ کہ ہاں مجھے اپنے خدا کی قسم ہے یہ یقیناً سچ ہے۔ اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ نبی اپنے صدق پر پر زور قسم کھانے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔

اس کے بالمقابل ان کے منکر باطل پر ہوتے ہیں۔ اور باطل میں قوت نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ خواہش کہ نبیوں کے منکروں میں یا ان کے انکار میں بھی وہی قوت یقین موجزن نظر آئے۔ جو کہ نبیوں کے بیانات میں نظر آتی ہے ایک مجنونانہ خواہش ہے لیکن بایں ہمہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کہ نبیوں کے بعض منکر پر زور انکار کیا کرتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے تعصب و عناد میں اندھے نبیوں کے بیانات کی تکذیب میں خدا کی قسمیں بھی کھایا کرتے تھے بلکہ عذاب کا مطالبہ بھی کیا کرتے تھے۔ سورہ یٰس میں آتا ہے کہ اصحاب القریہ نے نبیوں سے کہا۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیء ان انتم الا تکذبون کہ تم تو صرف ہماری طرح کے بشر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کچھ بھی نہیں اتارا۔ تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ سورۃ الملک میں آتا ہے۔ کہ جب اہل دوزخ سے پوچھا جائیگا۔ کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والے رسول نہ آئے تھے۔ تو وہ کہیں گے۔ بلیٰ قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی ضلال کبیر۔ ہاں نذیر تو ہمارے پاس آئے تھے لیکن ہم نے ان کو جھٹلایا۔ اور کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بالکل کچھ نہیں اتارا۔ تم تو سخت گمراہی میں مبتلا ہو۔

اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت بلیٰ وعداً علیہ حقاً ولکن اکثر الناس لا یعلمون (النحل) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ جو مر گیا۔ خدا تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا حقیقت یہ ہے کہ وہ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ضرور زندہ کرے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ ان باتوں کو نہیں جانتے۔

سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الیٰ اجل قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال۔ ان لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ۔ جبکہ ان پر عذاب نازل ہو گا۔ اس وقت سرکش کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں کچھ عرصہ کی مہلت دے۔ ہم تیری دعوت کو قبول کر کے نبیوں کی پیروی کریں گے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے کہیگا) کیا تم لوگ اس سے پیشتر قسمیں نہ کھایا کرتے تھے۔ کہ تم پر ہرگز کسی قسم کا زوال نہیں آسکتا۔ اس آیت سے ثابت ہے۔ کہ نبیوں کے بعض دشمن ان کے بالمقابل قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے۔ کہ ہم ہرگز مٹ نہیں سکتے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی تھے۔ کہ

54

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم پر عذاب نہ آئے گا۔ بلکہ نبیوں پر ہی عذاب آئے گا۔ اور ہی زوال کا نشانہ بنیں گے۔ یقیناً خدا کے نام پر یہ دعوے بہت بڑا دعوے تھا۔ اور ان کی قسموں کی وجہ سے وہ مستحق عذاب تھے اسی لئے ان کے طلب مہلت پر ان کو یہ نہ کہا جائیگا۔ کہ کیا تم کافر نہ تھے۔ بلکہ یہ کہا جائیگا۔ کہ کیا تم قسمیہ نہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم پر زوال نہ آئے گا۔

ناظرین کرام! مولوی ثناء اللہ صاحب کے دعویٰ قرآن دانی کے باطل کرنے کے لئے یہ دو آیتیں ہی کافی ہیں۔ مولوی صاحب کس مونہہ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ "کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا۔" لیکن میں اس سے بھی واضح ثبوت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نبیوں اور ان کے منکرین کے متعلق فرماتا ہے

واستفتحوا وخاب کل جبار عنید (سورۂ ابراہیم) لفظ استفتحوا کے دو معنی ہیں (۱) استنصروا اللہ علی اعدائھم (۲) استحکموا اللہ وسألوا القضاء بینھم یعنے (۱) انہوں نے اپنے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کی۔ (۲) انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے درمیان حکم بنا کر اس سے دونوں فریق کے درمیان فیصلہ چاہا!

علامہ فخر الدین الرازی کہتے ہیں۔ کہ مفسرین نے اس جگہ دونوں معنی مراد لئے ہیں۔ استفتحوا کا فاعل نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ اور کافر بھی۔ یعنی نبیوں نے کافروں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے نصرت چاہا اور اس کے فیصلہ کے طلبگار ہوئے۔ اور کافروں نے نبیوں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی۔ اور دعا کی۔ کہ خدا ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔ اسی سلسلہ میں علامہ رازی کے الفاظ خاص توجہ کے قابل ہیں۔ فرماتے ہیں۔ وان قلنا المستفتحون ھم الکفرۃ فکان المعنی ان الکفار استفتحوا علی الرسل ظناً منھم انھم علی الحق والرسل علی الباطل وخاب کل جبار عنید منھم وما افلح بسبب استفتاحہ علی الرسل یعنی اگر ہم کہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کرنے والوں سے مراد کافر ہیں۔ تو آیت شریفہ کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ سے رسولوں کے خلاف فیصلہ چاہا۔ اور نصرت طلب کی۔ کیونکہ وہ خیال کرتے تھے۔ کہ رسول باطل پر ہیں۔ اور وہ خود سچائی پر ہیں۔ لیکن ظالم اور سرکش کافر ناکام رہے۔ اور رسولوں کے خلاف قضاء الٰہی کے طلب کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ "واما علی القول الثانی وھو طلب الحکومۃ والقضاء فالاولیٰ ان یکون المستفتحون ھم الامم وذلک انھم قالوا اللھم ان کان ھؤلاء الرسل صادقین فعذبنا" (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۲۵) یعنے دوسرے معنی یعنے خدائی حکم اور فیصلہ طلب کرنے کی صورت میں بہتر یہی ہے۔ کہ فیصلۂ الٰہی کے طلبگار نبیوں کے دشمن اور منکر لوگ ہوں۔ اور وہ یوں کہ وہ کافر کہا کرتے تھے۔ کہ اے خدا اگر یہ رسول سچے ہیں۔ تو ہم پر عذاب نازل کر

از روئے قرآن جواب دیجئے

کیا اب مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا درست ہو سکتا ہے۔ کہ مجھ پر حلف نہیں آتی۔ کیونکہ پہلے "کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا"؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پہلے کافر پر زور تکذیب کیا کرتے تھے۔ اپنی تکذیب پر قسمیں کھایا کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ ہم پر کبھی زوال نہیں آسکتا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ یہاں تک کہا کرتے تھے۔ "اے خدا اگر یہ رسول سچے ہیں۔ تو ہم پر عذاب نازل کر" پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا بیان از روئے قرآن مجید محض غلط ثابت ہوتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ مولوی صاحب قرآن دانی سے معض کورے ہیں۔ قرآن فہمی کا ذوق ان کو نہیں دیا گیا۔ لیکن میں یقین نہیں کر سکتا۔ کہ مولوی صاحب کا بیان "کافروں کا انکار محض سادہ لفظوں میں ہوتا تھا۔" اس ناواقفی پر ہی مبنی ہے بلکہ اس کے نیچے مولوی صاحب کی بزدلی اور حق کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکنا بھی ہے۔

میں بتا چکا ہوں۔ کہ انبیاء علیہم السلام اپنے عقائد کی صداقت پر قسمیں کھاتے رہے۔ اور اپنے دشمنوں کے بالمقابل نصرت الٰہی طلب کرتے رہے ہیں۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب بحیثیت متبع سنت انبیاء اپنے عقائد کی صحت پر حلف اٹھانے اور اپنے مخالفوں کے خلاف الٰہی فیصلہ اور نصرت مانگنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ پھر دوسری جانب ثابت ہے۔ کہ کفار نبیوں کے مقابل قسمیں کھاتے۔ اور اللہ تعالیٰ سے کہتے تھے۔ کہ اے خدا اگر یہ رسول سچے ہیں۔ تو ہم پر عذاب نازل کر۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کذب پر مؤکد بعذاب علیحدہ اٹھانے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں؟ تو کیوں؟ کیا وہ اس سوال کا جواب از روئے قرآن دے سکتے ہیں؟

حلف کا مطالبہ کرنے کا حق

میں لکھ آیا ہوں۔ کہ ہمارے جواب کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ از روئے شریعت اسلامیہ ہمارا حق ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کریں۔ اس ضمن میں میں سطور بالا میں مولوی صاحب کے عذر خام کی حقیقت واضح کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی بتا چکا ہوں۔ کہ کافر کا کفر اس کو اللہ کے نزدیک مورد الزام اور مستوجب عذاب بنانے کیلئے کافی ہے لیکن وہ عذاب آخرت میں ہو گا۔ مولوی صاحب اس قسم کے مبہم کلام سے بعض سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن یقین ہے۔ کہ ہماری اس تحریر کے بعد کوئی شخص مولوی صاحب کے مغالطہ کا شکار نہ ہو گا۔ کیونکہ اس جگہ مطالبہ یہ ہے۔ کہ کافر یقینی طور پر دنیا میں ہی مورد عذاب بن جائے۔ کیا مولوی صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے لئے محض کفر کافی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو تمام یہودی عیسائی آریہ اور ہندو دنیا میں ہی مورد عذاب بن جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ پس مولوی صاحب کا یہ بیان سراسر غلط ہے۔ اس میں مولوی صاحب کے عذر خام کو باطل کر کے اور ان کے مغالطہ کی حقیقت واضح کر کے بتا چکا ہوں۔ کہ بعض کافر بھی جن میں کافرانہ جرأت و عاقبت نااندیشانہ حوصلہ ہوتا نبیوں کے مقابل مؤکد بعذاب قسم کھاتے رہے ہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب ہمارے مطالبہ پر حلف مؤکد بعذاب سے انکار کا کوئی حق نہیں رکھتے۔

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ ہمارا حق ہے۔ کہ ان سے مطالبۂ حلف کریں تفصیل اس دعویٰ کی یوں ہے۔ کہ قرآن مجید نے منکرین نبوت محمدیہ پر آخری اتمام حجت کے دو طریق بیان فرمائے ہیں (۱) تمام منکرین کے لئے جن میں یہود۔ نصاریٰ اور دیگر تمام دشمن شامل ہیں (۲) خصوصاً یہودیوں کے لئے ایک خاص طریق فیصلہ بھی ہے۔ پہلا طریق مباہلہ ہے۔ اور دوسرا حلف مؤکد بعذاب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (آل عمران ع ۶) یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ ہاں جو اس کے متعلق ان علمی اور قطعی بیانات کے بعد بھی جھگڑا کریں۔ ان سے کہو۔ آؤ ہم سب اپنے بیٹوں اور عورتوں کو لیکر حاضر ہوں۔ اور مباہلہ کریں۔ اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

یہ آیت مباہلہ اگرچہ وفد نجران کے قصہ میں نازل ہوئی ہے مگر اس میں دعوت مباہلہ یعنی آخری فیصلہ کا چیلنج سب مخالفوں کے لئے عام ہے۔ جن میں یہودی عیسائی سب شامل ہیں۔ خاص یہود کے لئے ایک اور طریق فیصلہ یوں ارشاد ہوا ہے۔ قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم ثم تردون الیٰ عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون (الجمعۃ) قل ان کانت لکم الدار الآخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین (البقرۃ ع ۱۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی اے رسول تو کہہ کہ اے یہودیو! اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ سارے لوگوں میں سے تم ہی خدا کے پیارے ہو تو آؤ اگر سچے ہو تو موت کی آرزو کرو۔ لیکن واقع یہ ہے۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں کے باعث ایسی تمنا ہرگز نہیں کر سکتے اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ تو کہدے کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو آخر تم پر آئے گی اور تب ظاہر و پوشیدہ جاننے والے خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہارے اعمال سے تم کو آگاہ کریگا۔ پھر دوسری جگہ سورہ بقر میں فرمایا کہ ان سے کہو۔ کہ اگر اللہ کے نزدیک دوسری دنیا صرف تمہارے لئے ہی (بلحاظ آرام و راحت) خاص ہے تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو لیکن وہ ہرگز ایسی خواہش نہ کریں گے۔ جس کا سبب ان کی بداعمالیاں ہیں اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ یعنی ان کو سزا دے گا۔

ان دونوں آیتوں میں جو طریق فیصلہ ہے۔ وہ نبی کے منکر یہودیوں کے لئے ہے۔ جس کا سبب یہ تھا۔ کہ وہ دل میں خوب جانتے تھے کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ غلط ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم مقبولانِ بارگاہ احدیت ہیں۔ لیکن اس دعویٰ میں نفاق سے کام لے رہے تھے دل میں اس پر یقین نہ رکھتے تھے۔ اس لئے اس تحقیق کے لئے یہ طریق تجویز ہوا کہ وہ موت کی تمنا کریں۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگیا۔ کہ وہ موت کی تمنا ہرگز نہ کریں گے کیوں نہ کریں گے؟ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو جھوٹا جانتے ہیں اور اگر ایسی تمنا کر بیٹھیں تو وہ فوراً ہلاک ہوں گے۔

اس جگہ "موت کی تمنا" سے کیا مراد ہے؟ اگر کہو کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہود کہیں اے کاش ہم مر جائیں تو اول تو اس قسم کی تمنا کا کوئی معقول مطلب نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس سے کسی کا محبوب خدا ہونا یا نہ ہونا ثابت ہو سکتا ہے دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا یتمنیٰ احدکم الموت اما محسنا فلعلہ یزداد و اما مسیئا فلعلہ یستعتب (صحیح البخاری کتاب التمنی) کہ خبردار کوئی تم میں سے موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر نیک ہے تو شاید نیکیوں میں مزید اضافہ کرلیگا۔ اور اگر گناہ گار ہے تو ہو سکتا ہے۔ کہ باقی حصہ زندگی میں اس کو توبہ کی توفیق مل جائے۔ گویا بہر صورت موت کی تمنا حرام ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر یہودی کہیں کہ اے مسلمانو! تم بھی تو دعوے کرتے ہو۔ کہ ہم خدا کے پیارے ہیں تو تم موت کی خواہش کرو تاکہ ثابت ہو سکے کہ فی الواقع تم ولی اللہ ہو؟ اگر جواب یہ ہو۔ کہ ہمارے لئے ایسی خواہش کرنا حرام ہے۔ مگر ہم تمہارے لئے یہ معیارِ ولایت قرار دیتے ہیں۔ تو یقیناً یہ جواب نامعقول اور غلط ہوگا

ع۔ ہر چہ بر خود نمی پسندی بر دیگراں مپسند

درحقیقت آیت قرآنی میں موت کی جس تمنا کا ذکر ہے اس سے مراد وہ تمنا ہے جو ایک انسان اپنے عقائد کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے کرتا ہے یعنی کہتا ہے۔ کہ اگر میں اس عقیدہ میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ مجھ پر موت نازل کرے گویا وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو سند بناتا اور اس کے نام کی قسم کھاتا ہے اور اپنے بیان میں جھوٹا ہونے کی صورت میں موت طلب کرتا ہے۔ اور بلاشبہ باطل پرستوں کی طرف سے ایسا مطالبہ ہونا ناممکن ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ ایسے لوگ ہوں۔ جو اہل کتاب ہوں اور ان پر حجت پوری ہو چکی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس طریق فیصلہ کے لئے یہود کو چنا ہے۔ جس کی تین وجوہات ہیں۔ (۱) تورات کے حامل ہونے کے باعث وہ ان پیشگوئیوں سے بخوبی واقف تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تورات میں موجود تھیں (۲) تورات میں ان سے مختلف مقامات پر یہ عہد لیا جا چکا تھا کہ: "تم میرا نام لے کے جھوٹی قسم نہ کھاؤ تو اپنے خدا کے نام کی تکفیر مت کر میں خداوند ہوں"۔ (احبار $\frac{19}{12}$) اس لئے ان کی ذمہ داری بہت زیادہ تھی۔ (۳) مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست کے باعث وہ تازہ نشانات کے لحاظ سے بھی زیادہ زیر الزام تھے۔ پس ان تین وجوہ کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس طریق فیصلہ کے بارہ میں یہود کو تحدی کی اور فرمایا کہ وہ اس کی ہرگز جرأت نہ کر سکیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں۔ لو تمنوا الموت لغص کل انسان بریقہ و ما بقی علیٰ وجہ الارض یہودی الا مات (تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۶۵) کہ اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو ان میں سے ہر ایک کا سانس بند ہو جاتا اور روئے زمین پر کا ہر ایک یہودی مر جاتا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اپنی تفسیر ثنائی میں زیر آیت فتمنوا الموت ان کنتم صادقین لکھا ہے۔ "اللہ سے اپنے لئے موت مانگو تاکہ تم مرتے ہی عیش حقیقی میں جا لسو۔ ناحق تکالیف دنیاوی میں کیوں پھنس رہے ہو اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ضرور ایسا ہی کرو اگر آرزو موت کی نہ کریں تو ثابت ہو جائیگا کہ ان کو خدا سے کوئی لگاؤ نہیں صرف خواہش نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں۔" (جلد اول صفحہ ۹)

حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر انہوں نے موت کی خواہش نہیں کی۔ ابن عباس آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ موت چاہتے تو اسی وقت اپنا ہی تھوک نگلنے سے مر جاتے اور کوئی یہودی دنیا بھر میں زندہ نہ رہتا۔"

خلاصہ کلام یہ کہ آیت قرآنی میں جس "تمنی بالموت" کے لئے چیلنج کیا گیا۔ وہ اسی صورت میں معقول اور موثر ہو سکتی ہے۔ جب کہ اس سے مراد مؤکد بعذاب الٰہی کے طور پر اپنے دعویٰ پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرانا مراد لیا جائے۔ گویا جس طرح نبی کہتے تھے۔ کفیٰ باللّٰہ شہیداً بینی و بینکم کہ ہماری صداقت پر خدا گواہ ہے۔ اسی طرح یہود سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کو اسی رنگ میں گواہ ٹھہراؤ کہ اگر تم جھوٹے ہو۔ تو تم پر خدائی عذاب نازل ہو کر تم کو تباہ کردے

ہمارے بیانات بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مدعی نبوت اور اس کے اتباع کو اپنے مخالفوں سے دو مطالبے کرنے کا حق ہے (۱) مباہلہ جس کے لئے نجران کے عیسائیوں کے وفد کا واقعہ مشہور و معروف ہے۔ انہی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر یہ مباہلہ کر لیتے تو۔ لما حال الحول علی النصاریٰ کلھم حتیٰ یھلکوا (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۵) ان عیسائیوں پر سال نہ گزرتا حتیٰ کہ وہ سب ہلاک ہو جاتے (۲) مؤکد بعذاب حلف۔ جس کے لئے یہود مدینہ کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے دشمنوں کو مباہلہ کرنے کی مطلقاً جرأت نہ ہوئی۔ خصوصاً اہل کتاب نے اس طرف کا بالکل رخ نہ کیا۔ اور یہود نے مؤکد بعذاب حلف اٹھانے سے بھی گریز کیا۔ اور وہی اس کے اصلی مخاطب تھے۔ ہمارے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں بھی اہل علم قرآن ماننے والوں نے باقاعدہ مباہلہ ہرگز نہیں کیا حالانکہ ان کو بار بار للکارا گیا۔ خصوصیت سے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ نے مباہلہ سے صریح فرار کیا پھر چونکہ ہمارے نزدیک ان پر حجت تمام ہو چکی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ نے ان سے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کیا اور بار بار کیا اکیس ہزار روپے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ مولوی صاحب آج تک اس مطالبہ کے پورا کرنے سے روگردانی کر رہے ہیں۔

ہمارے جواب کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ ہمارا حق ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے ان کے عقائد کی صحت پر مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کریں۔ سو الحمد للہ کہ ہم نے اپنے حق کو شریعت اسلامیہ کی محکم ترین نصوص سے مبرہن کر دیا ہے۔

جواب کا تیسرا پہلو

اب ہم جواب کے تیسرے پہلو یعنی "مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرض ہے کہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں" کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ غالباً ہمارے ان الفاظ سے مولوی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیرت زدہ ہو سنگے کہ میں سمجھتا تھا احمدی میرے مطالبہ کے جواب میں جواز بھی ثابت نہ کر سکیں گے۔ لیکن وہ میرے لئے ایسی قسم کو فرض ثابت کر رہے ہیں مگر میں ان سے اور تمام قارئین کرام سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حیرت کا کوئی مقام نہیں بلکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔ بہر حال ہمارے جواب کے اس پہلو کی تفصیل یوں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود اور مولوی ثناء اللہ میں نسبت

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے قلم سے لکھتے ہیں (۱) "سنو! میں تمہارے نبی کا منکر بلکہ بقول ان کے ابوجہل ہوں" (اہلحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء) (۲) احمدی ممبرو! بڑے میاں نے مجھ کو ابوجہل کا خطاب دے کر اپنے حق میں بدترین دشمن لکھا ہوا ہے۔ جو میرے لئے باعث فخر ہے" (۱۱ مئی ۱۹۳۴ء) جبکہ مولوی صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل ابوجہل ہونے پر فخر ہے تو ہمیں بھی اس نسبت کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ اس نسبت کو ذہن نشین کر کے ہمارے جواب کا تیسرا پہلو مطالعہ فرمائیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرض

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم (الانفال ع ۴) یعنی جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن مجید) تیری طرف سے سچا اور حق ہے (اور ہم باطل پر ہیں) تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر نازل کر۔ تاریخی طور پر ثابت شدہ امر ہے کہ ابوجہل نے یہ لفظ کہے تھے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت بایں الفاظ ذکر فرمائی ہے "قال ابوجھل اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم" (بخاری کتاب التفسیر) یعنی ابوجہل نے کہا تھا کہ اے خدا اگر یہ کلام سچ مچ تیری ہی طرف سے ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش برسا یا کسی اور المناک عذاب میں مبتلا کر۔ ابوجہل کی اس مؤکد بعذاب دعا یا حلف کا نتیجہ ساری دنیا کو معلوم ہے یعنی وہ عذاب الٰہی میں مبتلا کیا گیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو سلسلہ احمدیہ کے مقابل میں ابوجہل ہونے پر فخر ہے لیکن وہ حلف مؤکد بعذاب سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مجھے اپنے مقابل ابوجہل قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر مولوی صاحب فی الواقع ابوجہل نہیں ہیں۔ تو اپنی بریت ثابت کرنے کے لئے اور اگر فی الواقع ابوجہل ہیں تو اپنی شباہت مکمل کرنے کے لئے ان کا فرض ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل انہی الفاظ میں دعا کریں۔ جن میں ابوجہل نے سید المرسلین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کی تھی۔ اس کے بعد دنیا خود دیکھ لیگی۔ کہ مولوی صاحب کا انجام وہی ہوتا ہے یا نہیں جو ابوجہل کا ہوا۔ ورنہ اس قسم کی زہرہ گداز دعا کرنے کے بغیر مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل ابوجہل ہونے پر کیونکر فخر ہو سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمہ طرفین نسبت کی رو سے قرآن پاک کی آیت کے لحاظ سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ ان کا فرض ہے۔ کہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں تا ان کا وہ فخر باطل نہ ہو جائے۔ جو انہیں ابوجہل ہونے پر ہے۔

قرآن مجید نے ابوجہل کی مؤکد بعذاب دعا کا ذکر فرمایا ہے اور یہ نہیں کہا کہ ایک منکر نبوت کے لئے اس قسم کی شدید دعا یا حلف کی اجازت نہیں بلکہ اس حادثہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر منکر نبوت اپنے طور پر ایسی دعا کر سکتا ہے لیکن جو ابوجہل ہونے کا دعویدار ہو اس کا تو فرض ہے کہ انہی الفاظ میں مدعی نبوت کے بالمقابل دعا کرے۔ انشاء اللہ۔ اب مولوی صاحب کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ (۱) ابوجہلی فخر کو چھوڑ کر احمدیت کے مقابلہ میں میدان سے پسپائی کا اعتراف کر لیں (۲) ابوجہلی مؤکد بعذاب دعا کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ پہلی صورت کے اختیار کرنے سے ان کے عمر بھر کے سرمایہ پر پانی پھر جائیگا جس کے لئے وہ رضامند نہ ہونگے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم بھی نہیں چاہتے کہ وہ اس فخر کو چھوڑیں۔ بلکہ اگر وہ چھوڑنا بھی چاہیں تب بھی یہ فخر ان کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اس لئے اب انہیں صرف دوسری صورت ہی اختیار کرنی چاہیئے

انعامی رقم جمع کرائیں

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے انعامی چیلنج کا مکمل جواب دیدیا ہے اور ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا حق ہے۔ کہ مولوی صاحب سے مطالبہ حلف مؤکد بعذاب کریں اور ان کے لئے ایسا حلف اٹھانا نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہے۔ اس لئے ہمیں نفس چیلنج کے متعلق تو صرف اتنا کہنا ہے۔ کہ مولوی صاحب منصف کا نام اپنی طرف سے شائع کریں اور اس کے پاس مبلغ یکصد روپیہ فوراً جمع کرا دیں۔ جو ہمارے مضمون کو پڑھ کر حلفیہ فیصلہ شائع کر دے گا۔ اور اگر مولوی صاحب ہمارے مضمون پر جرح کرنا چاہیں تو وہ اپنے اعتراضات مجھے بھیجدیں۔ تاکہ ان کے جوابات بھی شائع کر دئے جائیں۔ اور منصف صاحب ہر سہ پرچے ملاحظہ کر کے اپنا فیصلہ صادر کر دیں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب راضی ہوں۔ تو فیصلہ کے لئے ایک ایک منصف فریقین کی طرف سے اور ایک غیر جانبدار مقرر کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال میں پورے زور سے انعامی رقم کے جمع کرانے اور انعامی چیلنج کے فیصلہ کرانے کے لئے مولوی صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔ بہت جلد ظاہر ہو جائیگا۔ کہ مولوی صاحب حسب عادت انعامی چیلنج کے فیصلہ سے گریز کرتے ہیں یا اس پر ثابت رہ کر دین و دنیا کا خسارہ برداشت کرتے ہیں۔

ایک اعتراض کا جواب

میں اس جگہ مولوی صاحب کے ایک اعتراض کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگرچہ اس اعتراض کا انعامی چیلنج سے کوئی علاقہ نہیں۔ تاہم میں نہیں چاہتا کہ مولوی صاحب کو فرار کی معمولی سے معمولی گنجائش بھی مل سکے۔ آپ تحریر کرتے ہیں "ہم تقاضا کرتے ہیں کہ ہم تمہاری مطلوبہ حلف اٹھانے کو طیار ہیں۔ بشرطیکہ تم خلیفہ قادیان سے اعلان کرا دو کہ بعد حلف مولوی ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو دوسرے سال کے پہلے ہی روز میں اپنے والد کو دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا جانونگا" (اہلحدیث ۱۳ اپریل و ۱۸ مئی) مولوی صاحب کے اس مطالبہ کا نہایت معقول جواب "الفضل" یکم مئی میں یوں دیا گیا۔ کہ تم نے احمدیوں کی تعداد چھیاسٹھ ہزار خود تسلیم کی ہے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کا (معاذ اللہ) احمدیت سے علیحدہ ہونا ان کے تمام مریدوں کا علیحدہ ہونا ہے۔ اس لئے ایسا مطالبہ کرنے والے کو چاہیئے کہ کم از کم چھیاسٹھ ہزار اہلحدیثوں کا اقرار پیش کرے۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب پر ایک سال کے اندر اندر عذاب نازل ہو گیا۔ تو وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں گے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہے۔ کہ اہلحدیثوں کی نظر میں ان کی قدر و قیمت کیا ہے۔ اس لئے اس معقول مطالبہ کو پورا کرنے کی بجائے آپ نے اہلحدیث (۱۸ مئی) میں اپنے مطالبہ کو دہرا کر "الفضل" کے مطالبہ پر بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:- "او عقلمندو! سنو میں وہ شخص ہوں جس اکیلے کو تمہارا نبی مخاطب کرتا رہا۔ کیا مرزا صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے غلطی کی جو مجھ سے ۶۶ ہزار کے دستخط نہ مانگے"؟

مولوی صاحب کا یہ جواب اتنا نامعقول ہے کہ میں تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی غبی سے غبی اہلحدیث بھی اس سے مطمئن ہو سکتا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس طرح اور علماء بلکہ پادریوں اور پنڈتوں کو فرداً فرداً بھی مخاطب فرمایا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی مخاطب کیا۔ مگر کیا یہ اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ مولوی صاحب کی پوزیشن اب ایسی ہو گئی ہے۔ کہ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے کسی سے مخاطب ہی نہ ہوں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہرگز نہیں دیکھئے ابلیس اکیلے کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا کیا یہ اس کی اعلیٰ پوزیشن کی دلیل ہے کیا مولوی صاحب انکی پوزیشن تمام مومنوں اولیاء اور انبیاء سے اوپر سمجھتے ہیں؟ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مخاطب کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کو اکیلے اکیلے مخاطب کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک چچا کو اکیلے مخاطب کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب۔ ابوجہل اور الولید وغیرہم کو اکیلے اکیلے بھی مخاطب کیا۔ تو کیا ان سب کا حق ہوگیا تھا۔ کہ آئندہ بجز نبیوں کے خلفاء کے کسی سے مخاطب نہ ہونگے۔ ہرگز نہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض آریوں وغیرہ کو بھی اکیلے اکیلے مخاطب کیا ہے۔ یہ حضور کی ہدایت خلق خدا کے لئے نبیوں والی شفقت کا نتیجہ تھا ورنہ مولوی ثناء اللہ صاحب معمولی درجہ کے مولوی فاضل ہیں اور جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیسیوں مولوی فاضل ہیں۔ جن میں سے وہ بھی ہیں۔ جو پنجاب بھر میں اول رہے ہیں۔

پھر میں کہتا ہوں۔ کہ جس قسم کا مطالبہ مولوی صاحب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کب اس قسم کا مطالبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کیا۔ تا ان کو کہا جاتا کہ آپ پہلے یہ تو دیکھیں کہ آپ کتنے پانی میں ہیں؟ لیکن اب چونکہ آپ ایک ناواجب مطالبہ کی پناہ لینا چاہتے ہیں اس لئے آپ ہی کی پوزیشن کی پڑتال کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر مولوی صاحب کی موت ۶۶ ہزار اہلحدیثوں پر بھی حجت نہیں ہوسکتی تو ان کی موہومہ زندگی کو ساری جماعت احمدیہ پر کیونکر حجت قرار دے سکتے ہیں۔؟ یہ میں نے مولوی صاحب کے جواب میں عرض کیا ہے۔ ورنہ میں تو ان کے مطالبہ کو جس کی عبارت اوپر نقل ہو چکی ہے۔ سراسر باطل سمجھتا ہوں۔ جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مطالبہ کے باطل ہونیکی وجوہات

اول:۔ آپ از روئے شریعت اسلامیہ ثابت کیجئے کہ اگر کسی منکر نبوت سے نبی کے بعض پیرو اس کے عقائد کی صحت پر مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کا مطالبہ کریں۔ اور اکیس ۲۱ ہزار انعام بھی مقرر کریں۔ تو اس منکر نبوت کا فرض ہے۔ کہ اس جماعت کے خلیفہ سے یہ عہد کروائے کہ اگر میں ایک سال کے بعد بچ گیا۔ تو آپ اس نبی کا انکار کر دیں گے۔ فرمایئے کس آیت یا حدیث کی رو سے آپ کو یہ حق پہنچتا ہے۔ اگر ایسا کرنا شریعت اسلامیہ کی رو سے ثابت نہیں۔ تو آپ نئی شریعت کیوں بناتے ہیں؟ کیا یہ مؤکد بعذاب قسم سے فرار نہیں ہے؟

دوم:۔ آپ کہتے ہیں کہ "ہم تمہاری مطلوبہ حلف اٹھانے کو طیار ہیں بشرطیکہ الخ" فرمایئے وہ "مطلوبہ حلف" آپ سے کس نے طلب کی ہے؟ پھر اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا کیا تعلق؟ واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت حاجی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے آپ سے انعامی مطالبہ حلف کیا اور لکھا "میری طرف سے یہ اقرار ہے کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب ایک سال تک صحیح سلامت زندہ رہے یا ان پر کوئی عبرتناک و غضبناک عذاب نہ آیا تو میں اہلحدیث ہو جاؤں گا۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب کے حسب خواہش مبلغ دس ہزار روپیہ مولوی صاحب موصوف کو بطور انعام ادا کر دوں گا۔" (اہلحدیث ۱۳ اپریل)

یہ ہے مطلوبہ حلف کا نتیجہ۔ مزید شروط لگانا بقول شما محض "بزدلی اور ضعف قلبی" ہے۔ اس جگہ یہ لکھ دینا مناسب ہے۔ کہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کی پوزیشن جماعت احمدیہ میں اس سے بہت زیادہ ہے جو مولوی صاحب کی اہلحدیثوں کے ایک حلقہ میں ہوگی لیکن ان کے اس صریح اعلان کے باوجود آپ کا قسم نہ کھانا آپ کے باطل پرست ہونے کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔

سوم:۔ جماعت احمدیہ کا بیان یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافی عقائد پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اور وہ خود بھی درحقیقت اپنے عقائد ظاہر کردہ پر کامل یقین نہیں رکھتے۔ لہٰذا ان کی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت محض دنیاوی اغراض یا تعصب کی وجہ سے ہے۔ جماعت احمدیہ چاہتی ہے کہ اگر یہ بیان درست نہیں۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے عقائد پر مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں۔ اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر مولوی صاحب ایسی حلف کے لئے تیار نہ ہوں۔ یا اگر حلف اٹھائیں اور عرصہ ایک سال میں عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔ تو ہر دو صورتوں میں ثابت ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں جھوٹے طور پر از راہ نفاق مخالفت کر رہے تھے۔ لیکن اگر خدانخواستہ تیسری صورت ہو یعنی مولوی صاحب مؤکد بعذاب حلف اٹھالیں اور عذاب کا نشانہ نہ بنیں تو صرف یہ ثابت ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی مخالفت میں منافقت سے کام نہیں لے رہے ہیں بلکہ سنجیدگی سے احمدیہ عقائد کو باطل سمجھ کر ان کے خلاف کوشش کر رہے ہیں نیز یہ کہ ابھی تک ان پر حجت پوری نہیں ہوئی۔

اب اہل دانش غور فرمائیں۔ کہ مولوی صاحب کے مؤکد بعذاب حلف اٹھانے اور عذاب سے محفوظ رہنے کی صورت میں جو نتیجہ نکلیگا وہ صرف ان کا مخالفت احمدیت میں سنجیدہ ہونا اور منافق نہ ہونا ہے۔ پھر فرمایئے کہ اس سے یہ کیونکر لازم آیا۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ اور احمدیوں کو احمدیت سے تائب ہو جانا چاہیئے؟ ہاں مولوی صاحب کے عذاب سے بچ رہنے کی صورت میں جو نتیجہ مترتب ہوتا ہے ہم واضح طور پر اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس کو تسلیم کر لیں گے۔

ایک اور فیصلہ کن امر

اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر میں چاہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کو ایک اور فیصلہ کن امر کی طرف متوجہ کروں اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے تحریر کیا ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ نے آپ کو اپنے مقابل ابوجہل قرار دیا اور آپ کو اس نسبت پر فخر ہے میں کہتا ہوں۔ کہ اس نسبت کے ہوتے ہوئے آپ کا اٹھتے بیٹھتے حضرت امام جماعت احمدیہ کو ہی اپنے مقابلہ کے لئے مخصوص کرنا بالکل ناروا ہے۔ خصوصاً مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کی صورت میں ان سے ترک احمدیت کا عہد طلب کرنا تو نہایت ہی نازیبا ہے۔ فرمایئے۔ کیا جب ابوجہل نے اللہ تعالیٰ سے عذاب کے لئے بددعا کی تھی۔ تو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک اسلام کا عہد طلب کیا تھا؟ اگر نہیں تو آپ اس نسبت کے ہوتے ہوئے کیوں ایسا رکیک مطالبہ کرتے ہیں۔ پھر مولوی صاحب کا اپنے آپ کو بڑا ثابت کرکے اپنے آخری فیصلہ (مباہلہ نہیں تو مؤکد بعذاب حلف ہی سہی) کے لئے محض حضرت امام جماعت احمدیہ کو خاص کرنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ نہ ابوجہل نے اپنے آخری وقت میں آنحضرت صلعم کو مخصوص کیا تھا اور نہ ہی اس کا خاتمہ آنحضرت صلعم یا آپ کے کسی اعلیٰ خلیفہ کے ہاتھوں ہوا۔ بلکہ اس کا خاتمہ انصار کے دو نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں ہوا تھا جو حضرت عفراء کے بیٹے تھے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جس شخص کو ابوجہل ہونے پر فخر ہے وہ اس حقیقت کو نظر انداز کرکے کیونکر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ میں دلائل کی جنگ میں یا روحانی مقابلہ کے میدان میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ہی مقابل ہونگا؟

میں مولوی صاحب کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس مقابلہ میں جہاں ان کو ابوجہل ہونے پر فخر ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ میں "ابناء عفراء" کے مثیل بھی پیدا کئے ہیں۔ اور ہم مولوی صاحب کو دلائل و براہین کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شکست فاش دے چکے ہیں مولوی صاحب اپنے سب اعتراضات میں ایک اعتراض بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے جس کا شکست اور